مقالات

قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں

(۴)

یہود و نصاریٰ قوم فرعون کے بعد ہمارے سامنے بنی اسرائیل اور وہ دوسری قومیں آتی ہیں جنھوں نے یہودیت اور عیسائیت اختیار کی۔ ان کے متعلق یہ تو گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ لوگ اللہ کی ہستی کے منکر ہوں گے، یا اس کو الٰہ اور رب نہ مانتے ہوں گے، اس لیے کہ خود قرآن ان کے اہلِ کتاب ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ ربوبیت کے باب میں اِن کے عقیدے اور طرزِ عمل کی وہ کونسی خاص غلطی ہے جس کی بنا پر قرآن نے اُن کو گمراہ قرار دیا ہے؟ اس کا مجمل جواب خود قرآن ہی سے ہمیں یہ ملتا ہے:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ (المائدہ - ۱۰)

کہو، اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور اُن قوموں کے فاسد خیالات کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے گمراہ ہو چکی ہیں، جنھوں نے بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کیا اور خود بھی راہِ راست سے بھٹک گئیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہودی اور عیسائی قوموں کی گمراہی بھی اصلاً اسی نوعیت کی ہے جس میں اُن سے پہلے کی قومیں ابتدا سے مبتلا ہوتی چلی آئی ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ یہ گمراہی ان کے اندر غلو فی الدین[1] کے راستے سے آئی ہے۔ اب دیکھیے کہ اس اجمال کی تفصیل قرآن کس طرح کرتا ہے۔

---

[1] غلو کے معنی ہیں حد سے تجاوز کرنا۔ دین میں غلو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دین میں کسی چیز کا جو مرتبہ، جو مقام اور جو حیثیت ہو اس کو اس سے بڑھا دیا جائے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ (التوبہ - ۵)

یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يٰبَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ (المائدہ - ۱۰)

کفر کیا ان عیسائیوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل، اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا إِلٰهٌ وَاحِدٌ۔ (المائدہ - ۱۰)

کفر کیا اُن عیسائیوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ ایک الٰہ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ ہے ہی نہیں۔

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ۔ (المائدہ - ۱۶)

اور جب اللہ پوچھے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی الٰہ بنا لو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ! میری کیا مجال تھی کہ میں وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبّٰنِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (آل عمران ۸)

کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اُسے کتاب اور حکم اور نبوت سے سرفراز کرے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ ربانی (خدا پرست) بنو جس طرح تم خدا کی کتاب میں پڑھتے پڑھاتے ہو اور جس کے درس دیا کرتے ہو۔ کوئی نبی تم کو کبھی یہ حکم نہ دے گا کہ ملائکہ اور پیغمبروں کو رب بنا لو۔ کیا وہ تمھیں کفر کی تعلیم دے گا جب کہ تم مسلم ہو چکے ہو؟

ان آیات کی رو سے اہلِ کتاب کی پہلی گمراہی یہ تھی کہ جو بزرگ ہستیاں ــــ انبیاء، اولیاء، ملائکہ وغیرہ ــــ دینی حیثیت سے قدر و منزلت کی مستحق تھیں، اُن کو انھوں نے ان کے حقیقی مرتبہ سے بڑھا کر خدائی کے مرتبہ میں پہنچا دیا، کاروبارِ خداوندی میں اُنھیں دخیل و شریک ٹھیرایا، اُن کی پرستش کی، اُن سے دعائیں مانگیں، انھیں فوق الفطری ربوبیت و الوہیت میں حصہ دار سمجھا، اور یہ گمان کیا کہ وہ بخشش اور مدد اور نگہبانی کے اختیارات رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اُن کی دوسری گمراہی یہ تھی کہ:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبہ - ۵)	انھوں نے اللہ کے سوا اپنے علماء اور مشائخ کو بھی اپنا رب بنا لیا۔

یعنی نظامِ دینی میں جن لوگوں کی حیثیت صرف یہ تھی کہ خدا کی شریعت کے احکام بتائیں اور خدا کی مرضی کے مطابق اخلاق کی اصلاح کریں، انھیں رفتہ رفتہ یہ حیثیت دے دی کہ باختیارِ خود جس چیز کو چاہیں حرام اور جسے چاہیں حلال ٹھیرا دیں اور کتابِ الٰہی کی سند کے بغیر جو حکم چاہیں دیں جس چیز سے چاہیں منع کر دیں اور جو سنت چاہیں جاری کریں۔ اس طرح یہ لوگ انہی دو عظیم الشان بنیادی گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے جن میں قومِ نوح، قومِ ابراہیم، عاد، ثمود، اہلِ مدین اور دوسری قومیں مبتلا ہوئی تھیں۔ اُن کی طرح انھوں نے بھی فوق الطبعی ربوبیت میں فرشتوں اور بزرگوں کو اللہ کا شریک بنایا، اور انہی کی طرح انھوں نے تمدنی و سیاسی ربوبیت اللہ کے بجائے انسانوں کو دی اور اپنے تمدن، معاشرت، اخلاق اور سیاست کے اصول و احکام اللہ کی سند سے بے نیاز ہو کر انسانوں سے لینے شروع کر دیے۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ۔	تم نے دیکھا اُن لوگوں کو جنھیں کتاب اللہ کا ایک حصہ ملا ہے اور اُن کی حالت یہ ہے کہ جبت اور طاغوت کو مان رہے ہیں۔
(النساء ۸) قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَ	کہو، میں بتاؤں تمھیں اللہ کے نزدیک فاسقین سے بھی زیادہ بدتر انجام کن کا ہے؟ وہ جن پر اللہ نے لعنت کی،

جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ	جن پراس کا غضب ٹوٹا جن میں بہت سے لوگ اس کے حکم سے بندر اور سور تک بنائے گئے، اور جنھوں نے طاغوت کی بندگی کی وہ سب سے

(المائدہ - ۹) بدتر درجے کے لوگ ہیں اور راہِ راست سے بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں

"جبت" کا لفظ تمام اوہام و خرافات کے لیے جامع لفظ ہے جس میں جادو، ٹونے، ٹوٹکے، کہانت، فال گیری، سعد و نحس کے تصورات، غیر فطری تاثیرات، غرض جملہ اقسام کے توہمات شامل ہیں۔ اور "طاغوت" سے مراد ہر وہ شخص، یا گروہ یا ادارہ ہے جس نے خدا کے مقابلہ میں بغاوت و سرکشی اختیار کی ہو اور بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خداوندی کا عَلم بلند کیا ہو۔ پس یہود و نصاریٰ جب مذکورہ بالا دو قسم کی گمراہیوں میں پڑ گئے تو پہلی قسم کی گمراہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ ہر قسم کے توہمات نے اُن کے دلوں اور دماغوں پر قبضہ کر لیا، اور دوسری گمراہی نے اُن کو علماء و مشائخ اور زہاد و صوفیہ کی بندگی سے بڑھا کر اُن جباروں اور ظالموں کی بندگی و اطاعت تک پہنچا دیا جو کھلم کھلا خدا سے باغی تھے۔

مشرکینِ عرب اب دیکھنا چاہیے کہ وہ عرب کے مشرکین جن کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، اور جو قرآن کے اولین مخاطب تھے، اس باب میں اُن کی گمراہی کس نوعیت کی تھی۔ کیا وہ اللہ سے ناواقف تھے یا اُس کی ہستی کے منکر تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے بھیجے گئے تھے کہ انھیں وجودِ باری کا معترف بنائیں؟ کیا وہ اللہ کو الٰہ اور رب نہیں مانتے تھے اور قرآن اس لیے نازل ہوا تھا کہ انھیں حق جل شانہٗ کی الٰہیت و ربوبیت کا قائل کرے؟ کیا انھیں اللہ کی عبادت و پرستش سے انکار تھا؟ یا وہ اللہ کو دعائیں سننے والا اور حاجتیں پوری کرنے والا نہیں سمجھتے تھے؟ یا اُن کا یہ خیال تھا کہ لات اور منات اور عزیٰ اور ہبل اور دوسرے معبود ہی اصل میں کائنات کے خالق، مالک، رازق اور مدبر و منتظم ہیں؟ یا وہ اپنے اِن معبودوں کو قانون کا منبع اور اخلاق و تمدن کے مسائل میں ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ مانتے تھے؟ اِن میں سے ایک ایک سوال کا جواب ہم کو قرآن سے نفی کی صورت میں ملتا ہے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ عرب کے مشرکین نہ صرف یہ کہ اللہ کی ہستی کے قائل تھے بلکہ اسے تمام کائنات کا اور

خود اپنے معبودوں تک کا خالق، مالک اور خداوندِ اعلیٰ مانتے تھے، اس کو رب اور الٰہ تسلیم کرتے تھے، مشکلات اور مصائب میں آخری اپیل وہ جس سرکار میں کرتے تھے وہ اللہ ہی کی سرکار تھی، انھیں اللہ کی عبادت و پرستش سے بھی انکار نہ تھا۔ ان کا عقیدہ اپنے دیوتاؤں اور معبودوں کے بارے میں نہ تو یہ تھا کہ وہ ان کے اور کائنات کے خالق و رازق ہیں اور نہ یہ کہ یہ معبود زندگی کے تمدنی و اخلاقی مسائل میں ہدایت و رہنمائی کرتے ہیں چنانچہ ذیل کی آیات اس پر شاہد ہیں:

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ، بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (المومنون ـ ۵)

اے نبی ان سے کہو زمین اور جو کچھ زمین میں ہے وہ کس کی ملک ہے، بتاؤ اگر تم جانتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اللہ کی ملک ہے۔ کہو، پھر بھی تم نصیحت قبول نہیں کرتے؟ کہو، ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا رب کون ہے؟ وہ کہیں گے اللہ۔ کہو، پھر بھی تم نہیں ڈرتے؟ کہو، ہر چیز کے شاہانہ اختیارات کس کے ہاتھ میں ہیں اور وہ کون ہے جو پناہ دیتا ہے مگر اس کے مقابلہ میں پناہ دینے کی طاقت کسی میں نہیں، بتاؤ اگر تم جانتے ہو؟ وہ کہیں گے یہ صفت اللہ ہی کی ہے۔ کہو، پھر کہاں سے تم کو دھوکا لگتا ہے؟ حق یہ ہے کہ ہم نے صداقت ان کے سامنے پیش کر دی ہے اور یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے حتیٰ کہ جس وقت تم کشتیوں میں سوار ہو کر بادِ موافق پر فرحاں و شاداں سفر کر رہے ہوتے ہو، اور پھر یکایک بادِ مخالف کا زور ہوتا ہے اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ طوفان میں گھر گئے ہو اس وقت سب اللہ ہی کو پکارتے ہیں

لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (یونس - ۳)

ہیں اور اسی کے لیے اپنے دین کو خالص کرکے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے اس بلا سے ہم کو بچا لیا تو ہم تیرے شکرگزار بندے بنیں گے۔ مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین میں بغاوت کرنے لگتے ہیں۔

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا (بنی اسرائیل - ۷)

جب سمندر میں تم پر کوئی آفت آتی ہے تو اُس ایک رب کے سوا اور جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تمھیں بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے پھر جاتے ہو۔ سچ یہ ہے کہ انسان بڑا ناشکرا ہے۔

اپنے معبودوں کے متعلق ان کے جو خیالات تھے وہ خود انہی کے الفاظ میں قرآن اس طرح نقل کرتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ (الزمر - ۱)

وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ (یونس - ۲)

جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے ولی و کارساز ٹھیرا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت تو اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ سے قریب کر دیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے حضور میں ہمارے سفارشی ہیں۔

پھر وہ اپنے معبودوں کے بارے میں اس قسم کا بھی کوئی گمان نہ رکھتے تھے کہ وہ مسائل زندگی میں ہدایت بخشنے والے ہیں۔ چنانچہ سورۂ یونس میں اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؟

ان سے پوچھو تمھارے ٹھیرائے ہوئے ان شریکوں میں سے کوئی حق کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی ہے ؟

لیکن یہ سوال سن کر ان پر سکوت چھا جاتا ہے۔ اُن میں سے کوئی یہ جواب نہیں دیتا کہ ہاں لات یا منات یا عزیٰ یا دوسرے معبود ہمیں فکر و عمل کی صحیح راہیں بتاتے ہیں، اور وہ دنیا کی زندگی میں عدل اور سلامتی اور امن کے اصول ہمیں سکھاتے ہیں، اور ان کے سرچشمۂ علم سے ہم کو کائنات کے بنیادی حقائق

کی معرفت حاصل ہوتی ہے تب اللہ اپنے نبی سے فرماتا ہے:

قُلِ اللّٰهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (یونس - ۴)

کہو، "مگر اللہ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے، پھر بتاؤ کون اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، وہ جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے یا وہ جو رہنمائی نہیں کرتا الّا یہ کہ اس کی رہنمائی کی جائے؟ تمھیں کیا ہو گیا ہے، کیسے فیصلے کر رہے ہو؟"

ان تصریحات کے بعد اب یہ سوال حل طلب رہ جاتا ہے کہ ربوبیت کے باب میں اُن کی وہ اصلی گمراہی کیا تھی جس کی اصلاح کرنے کے لیے اللہ نے اپنے نبی کو بھیجا اور کتاب نازل کی؟ اس سوال کی تحقیق کے لیے جب ہم قرآن میں نظر کرتے ہیں تو ان کے عقائد و اعمال میں بھی ہم کو انہی دو بنیادی گمراہیوں کا سُراغ ملتا ہے جو قدیم سے تمام گمراہ قوموں میں پائی جاتی رہی ہیں۔ یعنی ایک طرف فوق الطبعی ربوبیت و الٰہیت میں وہ اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہوں اور ارباب کو شریک ٹھیراتے تھے، اور یہ سمجھتے تھے کہ سلسلۂ اسباب پر جو حکومت کارفرما ہے اس کے اختیارات و اقتدارات میں کسی نہ کسی طور پر ملائکہ، اور بزرگ انسان، اور اجرام فلکی وغیرہ بھی دخل رکھتے ہیں، اور اسی بنا پر دعا اور استعانت اور مراسم عبودیت میں وہ صرف اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے بلکہ ان بناوٹی خداؤں کی طرف بھی رجوع کیا کرتے تھے۔ اور دوسری طرف تمدنی و سیاسی ربوبیت کے باب میں ان کا ذہن اس تصور سے بالکل خالی تھا کہ اللہ اس معنی میں بھی رب ہے۔ اس معنی میں وہ اپنے مذہبی پیشواؤں، اپنے سرداروں اور اپنے خاندان کے بزرگوں کو رب بنائے ہوئے تھے اور انہی سے اپنی زندگی کے قوانین لیتے تھے۔ چنانچہ پہلی گمراہی کے متعلق قرآن یہ شہادت دیتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ڗ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ

انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو خدا پرستی کی سرحد پر کھڑا ہو کر اللہ کی عبادت کرتا ہے، فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو اُلٹا پھر گیا۔ یہ شخص دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ

ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۔ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ، ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۔ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۔ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۔

(الحج ۔ ۲)

اٹھانے والا ہے اور یہ صریح خسارہ ہے ۔ وہ اللہ سے پھر کر اُن کو پکارنے لگتا ہے جو نہ اُسے نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ فائدہ پہنچانے کی ۔ یہی بڑی گمراہی ہے ۔ وہ مدد کے لیے اُن کو پکارتا ہے جنھیں پکارنے کا نقصان بہ نسبت نفع کے زیادہ قریب ہے ۔ کیسا بُرا مولیٰ ہے اور کیسا بُرا ساتھی ۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ، قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

(یونس ۔ ۲)

یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر اُن کی عبادت کرتے ہیں جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان ، اور کہتے یہ ہیں کہ وہ اللہ کے حضور میں ہمارے سفارشی ہیں ۔ کہو ، کیا تم اللہ کو اُس بات کی خبر دیتے ہو جو اُس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں[1] ؟ اللہ پاک ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں ۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا (حٰم السجدہ ۔ ۲)

اے نبی ان سے کہو ! کیا واقعی تم اس خدا سے جس نے دو دنوں میں زمین کو پیدا کر دیا کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہو ؟

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (المائدہ ۔ ۱۰)

کہو ، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اُن کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمھارے لیے نقصان کا کچھ اختیار رکھتے ہیں نہ فائدے کا ؟ حالانکہ سننے اور جاننے والا تو اللہ ہی ہے

[1] یعنی تم اس خیالِ خام میں مبتلا ہو کہ تمھارے اِن معبودوں کا میرے ہاں ایسا زور چلتا ہے کہ جو سفارش یہ مجھ سے کردیں وہ بس قبول ہو کر رہتی ہے اور اسی لیے تم ان کے آستانوں پر پیشانیاں رگڑتے اور نذریں چڑھاتے ہو ۔ مگر میں تو آسمانوں اور زمین میں کسی ایسی ہستی کو نہیں جانتا جو میرے دربار میں اتنی زور آور ہو یا مجھے ایسی محبوب ہو کہ میں اس کی سفارش قبول کرنے پر مجبور ہو جاؤں ۔ پھر کیا تم مجھے ان سفارشیوں کی خبر دیتے ہو جنھیں میں خود نہیں جانتا ؟ ظاہر ہے ، کسی چیز کا اللہ کے علم میں نہ ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس چیز کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے ۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ (الزمر - ۱)

اور جب انسان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو یکسو ہو کر اپنے رب ہی کو پکارتا ہے۔ مگر جب وہ اپنی نعمت سے اِس کو سرفراز کرتا ہے تو وہ اُس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس میں مدد کے لیے اِس سے پہلے اللہ کو پکار رہا تھا اور اللہ کے ہمسر ٹھیرانے لگتا ہے[1] تاکہ یہ حرکت اسے اللہ کے راستہ سے بھٹکا دے۔

وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ (النحل - ۷)

تمھیں جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ کی بخشش سے حاصل ہے۔ پھر جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اللہ ہی کی طرف فریاد لے کر تم جاتے ہو۔ مگر جب وہ اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو (اس مشکل کشائی میں) دوسروں کو شریک ٹھیرانے لگتے ہیں تاکہ ہمارے احسان کا جواب احسان فراموشی سے دیں۔ اچھا مزے کر لو عنقریب تمھیں اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ یہ لوگ جن کو نہیں جانتے اُن کے لیے ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے حصے مقرر کرتے ہیں[2]۔ خدا کی قسم جو افترا پردازیاں تم کرتے ہو اُن کی بازپرس تم سے ہو کر رہے گی۔

رہی دوسری گمراہی تو اُس کے متعلق قرآن کی شہادت یہ ہے:

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ

اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے لیے اُن کے بنائے ہوئے شریکوں نے اپنی اولاد کا قتل پسندیدہ بنا دیا تاکہ انھیں ہلاکت

---

[1] اللہ کے ہمسر ٹھیرانے لگتا ہے، یعنی پھر یہ کہنے لگتا ہے کہ یہ مصیبت فلاں بزرگ کی برکت سے ٹلی اور یہ نعمت فلاں حضرت کی عنایت سے نصیب ہوئی۔

[2] یعنی جن کے متعلق انھیں ہرگز کسی ذریعۂ علم سے یہ تحقیق نہیں ہوا ہے کہ مصیبت کے ٹالنے والے اور مشکل آسان کرنے والے وہ تھے اُن کے لیے شکرانے کے طور پر چڑھاوے اور نذریں اور نیازیں نکالتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے نکالتے ہیں

وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ (انعام - ١٦)	میں مبتلا کریں اور اُن کے دین کو ان کے لیے مشتبہ بنا دیں

ظاہر ہے کہ یہاں "شریکوں" سے مراد بُت اور دیوتا نہیں ہیں بلکہ وہ پیشوا اور رہنما ہیں جنھوں نے قتل اولاد کو اہل عرب کی نگاہ میں ایک بھلائی اور خوبی کا کام بنایا اور حضرت ابراہیم و اسماعیل کے دین میں اس رسم قبیح کی آمیزش کر دی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ خدا کے "شریک" اس معنی میں قرار نہیں دیے گئے تھے کہ اہل عرب ان کو سلسلۂ اسباب پر حکمراں سمجھتے تھے یا اُن کی پرستش کرتے اور اُن سے دعائیں مانگتے تھے، بلکہ ان کو ربوبیت و الٰہیت میں شریک اس لحاظ سے ٹھیرایا گیا تھا کہ اہل عرب ان کے اس حق کو تسلیم کرتے تھے کہ تمدنی و معاشرتی مسائل اور اخلاقی و مذہبی امور میں وہ جیسے چاہیں قوانین مقرر کر دیں۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ (الشوریٰ - ۳)	کیا یہ ایسے شریک بنائے بیٹھے ہیں جنھوں نے اِن کے لیے دین کی قسم سے وہ قانون بنا دیا جس کا اللہ نے کوئی اِذن نہیں دیا ہے

لفظ "دین" کی تشریح آگے چل کر بیان ہوگی، اور وہیں اس آیت کے مفہوم کی وسعت بھی پوری طرح واضح ہو سکے گی۔ لیکن یہاں کم از کم یہ بات تو صاف معلوم ہو جاتی ہے کہ اللہ کی اجازت کے بغیر اُن کے پیشواؤں اور سرداروں کا ایسے ضابطے اور قاعدے مقرر کرنا جو "دین" کی نوعیت رکھتے ہوں اور اہل عرب کا ان ضابطوں اور قاعدوں کو واجب التقلید مان لینا، یہی ربوبیت و الٰہیت میں اُن کا خدا کے ساتھ شریک بننا اور یہی اہل عرب کا اُن کی شرکت کو تسلیم کر لینا تھا۔

قرآن کی دعوت گمراہ قوموں کے تخیلات کی یہ تحقیق جو پچھلے صفحات میں کی گئی ہے، اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دیتی ہے کہ قدیم ترین زمانہ سے لے کر زمانۂ نزول قرآن تک جتنی قوموں کا ذکر قرآن نے ظالم، فاسد العقیدہ اور بدراہ ہونے کی حیثیت سے کیا ہے اُن میں سے کوئی بھی خدا کی ہستی کی منکر نہ تھی، نہ کسی کو اللہ کے مطلقاً رب اور الٰہ ہونے سے انکار تھا، البتہ ان سب کی اصل گمراہی اور مشترک گمراہی یہ تھی کہ انھوں نے ربوبیت کے اُن پانچ مفہومات کو جو ہم ابتدا میں لغت اور قرآن کی شہادتوں سے متعین کر چکے ہیں، دو حصوں میں تقسیم

کر دیا تھا: رَبّ کا یہ مفہوم کہ وہ فوق الفطری طور پر مخلوقات کی پرورش، خبرگیری، حاجت روائی اور نگہبانی کا کفیل ہوتا ہے، اُن کی نگاہ میں ایک الگ نوعیت رکھتا تھا، اور اس مفہوم کے اعتبار سے وہ اگرچہ ربِّ اعلیٰ تو اللہ ہی کو مانتے تھے مگر اس کے ساتھ فرشتوں اور دیوتاؤں کو، جنوں اور غیر مرئی قوتوں کو، ستاروں اور سیاروں کو، انبیاء، اولیاء اور روحانی پیشواؤں کو بھی ربوبیت میں شریک ٹھیراتے تھے۔ اور رَبّ کا یہ مفہوم کہ وہ امر و نہی کا مختار، اقتدار اعلیٰ کا مالک، ہدایت و رہنمائی کا منبع، قانون کا ماخذ، مملکت کا رئیس اور اجتماع کا مرکز ہوتا ہے، اُن کے نزدیک بالکل ہی ایک دوسری حیثیت رکھتا تھا، اور اس مفہوم کے اعتبار سے وہ یا تو اللہ کے بجائے صرف انسانوں ہی کو رب مانتے تھے، یا نظری طور پر اللہ کو رب ماننے کے باوجود عملاً انسانوں کی اخلاقی یا تمدنی اور سیاسی ربوبیت کے آگے سر اطاعت خم کیے رہتے تھے۔

اسی گمراہی کو دور کرنے کے لیے ابتدا سے انبیاء علیہم السلام آتے رہے ہیں اور اسی کے لیے آخرکار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اُن سب کی دعوت یہ تھی کہ اِن تمام مفہومات کے اعتبار سے رب ایک ہی ہے اور وہ اللہ جل شانہ ہے۔ ربوبیت ناقابل تقسیم ہے، اُس کا کوئی جزو کسی معنی میں بھی کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔ کائنات کا نظام ایک کامل مرکزی نظام ہے جس کو ایک ہی خدا نے پیدا کیا، جس پر ایک ہی خدا فرمانروائی کر رہا ہے جس کے سارے اختیارات و اقتدارات کا مالک ایک ہی خدا ہے۔ نہ اس نظام کے پیدا کرنے میں کسی دوسرے کا کچھ دخل ہے، نہ اس کی تدبیر و انتظام میں کوئی شریک ہے اور نہ اس کی فرماں روائی میں کوئی حصہ دار ہے۔ مرکزی اقتدار کا مالک ہونے کی حیثیت سے وہی اکیلا خدا تمہارا فوق الفطری رب بھی ہے اور اخلاقی، تمدنی اور سیاسی رب بھی۔ وہی تمہارا معبود ہے۔ وہی تمہارے سجدوں اور رکوعوں کا مرجع ہے، وہی تمہاری دعاؤں کا ملجا و ماویٰ ہے، وہی تمہارے توکل و اعتماد کا سہارا ہے، وہی تمہاری ضرورتوں کا کفیل ہے، اور اسی طرح وہی بادشاہ، وہی مالک الملک، وہی شارع و قانون ساز، اور وہی امر و نہی کا مختار بھی ہے۔ ربوبیت کی یہ دونوں حیثیتیں، جن کو جاہلیت کی وجہ سے تم نے ایک دوسرے سے الگ کیا ہے، حقیقت میں

خدائی کا لازمہ اور خدا کے خدا ہونے کا خاصہ ہیں، انھیں نہ تو ایک دوسرے سے منفک کیا جا سکتا ہے، اور نہ ان میں سے کسی حیثیت میں بھی مخلوقات کو خدا کا شریک ٹھیرانا درست ہے۔

اس دعوت کو قرآن جس طریقہ سے پیش کرتا ہے وہ خود اسی کی زبان سے سنیے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ، يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ (اعراف - ۷)

حقیقت میں تمھارا رب تو اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو گیا، جو دن کو رات کا لباس اُڑھاتا ہے اور پھر رات کے تعاقب میں دن تیزی کے ساتھ دوڑا آتا ہے، سورج اور چاند اور تارے سب کے سب جس کے تابع فرمان ہیں۔ سنو! خلق اُسی کی ہے اور فرمانروائی بھی اُسی کی۔ بڑا بابرکت ہے وہ کائنات کا رب۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ، فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ. فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ، فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ، فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ (یونس ۴)

ان سے پوچھو، کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے؟ کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کس کے قبضہ و اختیار میں ہے؟ کون ہے جو بے جان کو جاندار میں سے اور جاندار کو بے جان میں سے نکالتا ہے؟ اور کون اس کارگاہ عالم کا انتظام چلا رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے، اللہ۔ کہو، پھر تم ڈرتے نہیں ہو؟ جب یہ سارے کام اُسی کے ہیں تو تمھارا حقیقی رب اللہ ہی ہے — حقیقت کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے؟ آخر کہاں سے تمھیں یہ ٹھوکر لگتی ہے کہ حقیقت سے پھرے جاتے ہو؟

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى....

اُس نے زمین اور آسمانوں کو برحق پیدا کیا ہے، رات کو دن پر اور دن کو رات پر وہی لپیٹتا ہے، چاند اور سورج کو اُسی نے ایسے ضابطہ کا پابند بنایا ہے کہ ہر ایک اپنے مقرر وقت

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُصْرَفُوْنَ (الزمر - ۱)

تک چلے جا رہا ہے ..... یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہی اُسی کی ہے، اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، آخر یہ تم کہاں سے ٹھوکر کھا کر پھرے جاتے ہو؟

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا .... ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ .... اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ هُوَ الْحَيُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (المؤمن - ۷)

اللہ جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ اس میں تم سکون حاصل کرو اور دن کو روشن کیا ..... وہی اللہ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا خالق، کوئی اور معبود اس کے سوا نہیں، پھر یہ کہاں سے دھوکا کھا کر تم بھٹک جاتے ہو؟ ..... اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا، آسمان کی چھت تم پر چھائی، تمہاری صورتیں بنائیں اور خوب ہی صورتیں بنائیں، اور تمہاری غذا کے لیے پاکیزہ چیزیں مہیا کیں، وہی اللہ تمہارا رب ہے، بڑا بابرکت ہے وہ کائنات کا رب، وہی زندہ ہے، کوئی اور معبود اس کے سوا نہیں، اسی کو تم پکارو اپنے دین کو اس کے لیے خالص کرکے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ .... يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ إِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ (فاطر - ۲)

اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ..... وہ رات کو دن میں پرو دیتا ہے اور دن کو رات میں، اُس نے چاند اور سورج کو ایسے ضابطہ کا پابند بنایا ہے کہ ہر ایک اپنے مقرر وقت تک چلے جا رہا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے، پادشاہی اُسی کی ہے، اس کے سوا جن دوسری ہستیوں کو تم پکارتے ہو ان کے ہاتھ میں ایک ذرّے کا اختیار بھی نہیں ہے، تم پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے، اور سُن بھی لیں تو تمہاری درخواست کا جواب دینا اُن کے بس میں نہیں

تم جو انھیں شریکِ خدا بناتے ہو اس کی تردید وہ خود قیامت کے دن کر دیں گے۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ ... ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ. بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ... فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (الروم - ۴)

آسمانوں کے رہنے والے ہوں یا زمین کے، سب اس کے غلام اور اس کے تابع فرمان ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ خود تمھاری اپنی ذات سے ایک مثال تمھارے سامنے بیان کرتا ہے۔ کیا تمھارے غلاموں میں سے کوئی اُن چیزوں کی ملکیت میں تمھارا شریک ہوتا ہے جو ہم نے تمھیں بخشی ہیں؟ کیا ان چیزوں کے اختیارات و تصرفات میں تم اور تمھارے غلام مساوی ہوتے ہیں؟ کیا تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنے برابر والوں سے ڈرا کرتے ہو؟ جو لوگ عقل سے کام لینے والے ہیں اُن کے لیے تو ہم حقیقت تک پہنچا دینے والی دلیلیں اس طرح کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ مگر ظالم لوگ علم کے بغیر اپنے بے بنیاد خیالات کے پیچھے چلے جا رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ لہٰذا تم بالکل یکسو ہو کر حقیقی دین کے راستے پر اپنے آپ کو ثابت قدم کر دو، اللہ کی فطرت پر قائم ہو جاؤ جس پر اُس نے سب انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی خلقت کو بدلا نہ جائے، یہی ٹھیک سیدھا طریقہ ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (الزمر - ۷)

ان لوگوں نے اللہ کی عظمت و کبریائی کا اندازہ جیسا کہ کرنا چاہیے تھا، نہیں کیا۔ قیامت کے روز یہ دیکھیں گے کہ زمین پوری کی پوری اس کی مٹھی میں ہے اور آسمان اس کے ہاتھ میں سمٹے ہوئے ہیں۔ اس کی ذات منزہ اور بالاتر ہے اس سے کہ کوئی اس کا شریک ہو، جیسا کہ یہ لوگ قرار دے رہے ہیں۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (جاثیہ - ۴)

پس ساری تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو زمین اور آسمان اور تمام کائنات کا رب ہے، کبریائی اُسی کی ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی، اور وہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا (مریم - ۴)

وہ زمین اور آسمانوں کا مالک اور اُن ساری چیزوں کا مالک ہے جو زمین و آسمان میں ہیں، لہٰذا تو اسی کی بندگی کر اور اس کی بندگی پر ثابت قدم رہ۔ کیا اس جیسا اور کوئی تیرے علم میں ہے؟

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ (ہود - ۱۰)

زمین اور آسمانوں کی ساری پوشیدہ حقیقتیں اللہ کے علم میں ہیں اور سارے معاملات اسی کی سرکار میں پیش ہوتے ہیں، لہٰذا تو اسی کی بندگی کر اور اسی پر بھروسہ کر۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (المزمل - ۱)

مشرق اور مغرب سب کا وہی مالک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا تو اسی کو اپنا مختار بنا لے۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۔ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۔ (الانبیاء - ۶)

حقیقت میں تمہاری یہ امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، لہٰذا تم میری ہی بندگی کرو۔ لوگوں نے اس کارِ ربوبیت اور اس معاملۂ بندگی کو آپس میں خود ہی تقسیم کر لیا ہے، مگر ان سب کو بہر حال ہماری طرف ہی پلٹ کر آنا ہے۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (اعراف - ۱)

پیروی کرو اس کتاب کی جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اور اُسے چھوڑ کر دوسرے کارسازوں کی پیروی نہ کرو

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ

کہو، اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم نہ تو اللہ کے سوا کسی کی بندگی کریں

بِهٖ شَيْـئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ (آل عمران - ۷)	نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیں، اور نہ ہم میں سے کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو اللہ کے سوا اپنا رب بنائے
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰـهِ النَّاسِ (الناس)	کہو، میں پناہ ڈھونڈتا ہوں اس کی جو انسانوں کا رب، انسانوں کا بادشاہ اور انسانوں کا معبود ہے۔
فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الکہف)	پس جو اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی اور کی بندگی شریک نہ کرے۔

ان آیات کو سلسلہ وار پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن ربوبیت کو بالکل حاکمیت اور سلطانی کا ہم معنی قرار دیتا ہے اور "رب" کا یہ تصور ہمارے سامنے پیش کرتا ہے کہ وہ کائنات کا سلطانِ مطلق اور لاشریک مالک و حاکم ہے۔ اسی حیثیت سے وہ ہمارا اور تمام جہان کا پروردگار، مربی اور حاجت روا ہے، اسی حیثیت سے وہ ہمارا کفیل، خبرگیراں، مختار کار اور معتمد علیہ ہے، اسی حیثیت سے اس کی وفاداری وہ قدرتی بنیاد ہے جس پر ہماری اجتماعی زندگی کی عمارت صحیح طور پر قائم ہوتی ہے، اور اس کی مرکزی شخصیت سے وابستگی تمام متفرق افراد اور گروہوں کے درمیان ایک امت کا رشتہ پیدا کرتی ہے، اسی حیثیت سے وہ ہماری اور تمام مخلوقات کی بندگی، اطاعت اور پرستش کا مستحق ہے، اور اسی حیثیت سے وہ ہمارا اور ہر چیز کا مالک، آقا اور فرمانروا ہے۔ اہل عرب اور دنیا کے تمام جاہل لوگ ہر زمانہ میں اس غلطی میں مبتلا تھے اور اب تک ہیں کہ ربوبیت کے اس جامع تصور کو انھوں نے پانچ مختلف النوع ربوبیتوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے قیاس و گمان سے یہ رائے قائم کی کہ مختلف قسم کی ربوبیتیں مختلف ہستیوں سے متعلق ہو سکتی ہیں اور متعلق ہیں۔ لیکن قرآن اپنے طاقتور استدلال سے یہ ثابت کرتا ہے کہ کائنات کے اس مکمل مرکزی نظام میں اس بات کی مطلق گنجائش نہیں ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ جس خدا کے ہاتھ میں ہے اس کے سوا ربوبیت کا کوئی کام کسی دوسری ہستی سے کسی درجہ میں بھی متعلق ہو

اس نظام کی مرکزیت خود گواہ ہے کہ ہر طرح کی ربوبیت اسی ایک خدا کے لیے مختص ہے جو اس نظام کو وجود میں لایا ہے۔ لہذا جو شخص اس نظام کے اندر رہتے ہوئے ربوبیت کا کوئی جز کسی معنی میں بھی خدا کے سوا کسی اور سے متعلق سمجھتا ہے یا متعلق کرتا ہے، وہ دراصل حقیقت سے لڑتا ہے، صداقت سے منہ موڑتا ہے، حق کے خلاف بغاوت کرتا ہے، اور امر واقعی کے خلاف کام کر کے اپنے آپ کو خود نقصان اور ہلاکت میں مبتلا کرتا ہے۔

(باقی)

چند نایاب اسلامی کتب اور انکی قیمتوں میں حیرت انگیز رعایت

تفسیر القرآن۔ مکمل آٹھ جلدوں میں (اردو) قرآن پاک کی بہترین تفسیر۔ اصلی قیمت مکمل سٹ ۲۱ روپیہ آٹھ آنے غیر مجلد۔ رعایتی قیمت مجلد ۱۴ روپے۔ غیر مجلد ۱۲ روپے۔ جواہر قرآنی۔ علامہ طنطاوی جوہری مصری کی مشہور تصنیف کا اردو ترجمہ۔ اصلی قیمت ایکروپیہ۔ رعایتی قیمت دس آنے۔ کلید خزائن قرآنی۔ قرآن پاک کا مکمل انڈکس اسکی مدد سے کسی آیت کا ایک لفظ یا کلمہ یاد ہو تو بلا تامل پوری آیت معہ نشان سورت مل جاتی ہے اسکے علاوہ اس کتاب کی مدد سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں لفظ کتنی مرتبہ اور کہاں کہاں آیا ہے۔ قیمت رعایتی مجلد پانچ روپیہ۔ انجیل برنباس۔ اس مقدس اور اصلی انجیل کا اردو ترجمہ جسکو حاملانِ دینِ عیسوی نے عہد تاریک میں نیست و نابود کرنے کی انتہائی کوشش کی تھی کیونکہ اس میں حضرت رسول خدا کے ظہور کی تصریح موجود ہے۔ قیمت ڈھائی روپے۔ فاتحۃ العلوم تفسیر کبیر مصنفہ امام فخرالدین رازی کی جلد اول کا ترجمہ۔ سورۃ الحمد کی مکمل تفسیر کا اردو ترجمہ۔ کاغذ قدرے بوسیدہ۔ اصلی قیمت تین روپے۔ رعایتی قیمت ۲ روپے سیرۃ الرسول معروف بہ سیرۃ ابن ہشام کا اردو ترجمہ دو حصوں میں۔ قیمت مکمل سٹ ۲ روپے۔ رعایتی ۱۲؎۔ تاریخ مراکش۔ مراکش کی مکمل و جامع تاریخ۔ مراکش کے مشہور مورخ محمد ابن احمد کی مشہور تصنیف کا اردو ترجمہ ۳ جلدوں میں۔ اصلی قیمت ۳ روپے۔ رعایتی ۱۲؎ (نوٹ)۔ محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ تفسیر القرآن کے آرڈر کے ساتھ دو روپے پیشگی آنے چاہئیں۔ ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہوگی۔ تفسیر القرآن بوجہ وزنی ہونے کے بذریعہ ریلوے پارسل جاسکتی ہے اس لیے اپنے قریبی سٹیشن کا نام ضرور لکھیں

مینیجر ایشیا بکڈپو لاہور